⊙ ڈاکٹر راحیلہ بی بی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی، پشاور

⊙⊙ ڈاکٹر محمد جاوید خان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی، مظفر آباد

# نذر عابد کی شعری علامات کا نفسیاتی تجزیہ

## (کنارِ خواب کے حوالے سے)

**Abstract**:

Expressing human emotions can be effectively done through poetry. Poet uses such words in his poetry that provides a compelling reason for catharsis on emotional level.Similarly,within the ambit of poetry impact is enhanced along with creating an altogether new world of meaning through symbols .Symbols in poetry are,in fact ,used for representational purposes.These symbols, onthe oneside, are alternative and on the other side,share strong bonding with human feeling and emotions. In the Ghazal of Nazar Abid innovative symbols have been employed which acquaint us with a new world of meanings and their distinctive senses.

**Keywords**:

Human Emotions, Poetry, Catharsis, Symbols, Impact of poetry

انسانی جذبات کا اظہار شاعری کے ذریعے موثر انداز میں کیا جاتا ہے۔ شاعر شعر میں ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جو جذباتی سطح پر کتھارسس کا ذریعہ بنتے ہیں اور انسانی احساسات و تصورات کے مختلف نقوش کو نمایاں کرتے ہیں۔ جب ہم اپنی داخلی اور خارجی کیفیات کو بہتر انداز میں دوسروں تک پہنچانا چاہتے ہیں، تو اس کے لیے ایسے الفاظ اور تراکیب کا استعمال کرتے ہیں کہ دوسرا شخص آسانی سے سمجھ سکے۔ ایک طرف شاعری میں الفاظ کو جذبات و افکار کے وسیلے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے تو دوسری جانب شاعری میں علامتوں کے ذریعے اثر آفرینی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ معنی آفرینی کی بھی نئی دنیا تخلیق کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر تحریر کرتے ہیں:

''علامت......لاشعور کی انتہائی گہرائی میں موجود تخلیقی سرچشمے سے پھوٹتی ہے۔ یہ وہ کرن ہے جو اجتماعی لاشعوری عوامل کے سہارے قرنوں کی ذہنی تاریکیوں کو منور کرتی ہے۔''(۱)

دراصل شاعری میں علامت نمائندگی کے طور پر استعمال کی جاتی ہے یہ ایک طرف کسی بھی چیز کا متبادل ہوتی ہے تو دوسری طرف اس کا انسانی احساسات و جذبات کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ علامت کے تصورات کو مختلف پہلوؤں کے ساتھ باہم مربوط کیا جاتا ہے۔ جابرانہ استحصالی نظام نے جب اور جہاں ادب کو جکڑ بندیوں کا شکار بنایا وہاں ادب اور ادبی ماحول رکا نہیں بلکہ علامت کا سہارا لے کر دل کی بپتا کو الفاظ کا روپ دے دیا گیا۔ ادب، ادیب اور شاعر نے علامت نگاری کو ترک نہیں کیا بلکہ علامت نگاری ادبی حسن بن کر ابھری اور ادب کی حقیقی چاشنی کی موجب بنی۔ علم نفسیات میں لاشعوری محرکات کے اظہار کے لیے علامت بہترین وسیلہ ہے۔ عہد حاضر کے شعراء میں ایک توانا آواز نذر عابد کی ہے۔ ان کے ہاں ایماو علامت کا انداز انفرادیت کا حامل ہے۔ جوان کے کلام میں ایک معنوی گہرائی اور فنی اپج پیدا کرتا ہے۔ سمندر، بہار، خزاں، گلیاروں، گھر، قفل، کشتیاں، صلیبیں، لہو، کمان، چٹان، پرندے آنچل، بستی، پتھر، شہر، موسم اور برسات کی علامتوں نے جاذبیت اور دلکشی پیدا کی ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا تحریر کرتے ہیں:

''شعروں کی علامتی وسعتوں اور تلازماتی حیرتوں پر غور کرنے سے ورائے ذات اور اندرونِ ذات میں کارفرما عوامل کی کئی پرتیں نظر آتی ہیں، یہ شعر بڑے سرسری انداز میں منتخب کئے گئے ہیں مگر ان کے اندر جن موضوعات اور مضامین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان کی جڑیں بہت گہری ہیں۔''(۲)

نذر عابد کی غزل گوئی ان کی شخصیت کے اظہار کے ساتھ ساتھ زندگی کی پیچیدگیوں، کجرویوں اور اتار چڑھاؤ کی آئینہ دار ہے ان کی شاعری میں منفرد علامتوں کا استعمال کیا گیا ہے جو معنی و مفہوم کی نئی دنیا سے شناسائی دلاتی ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ میں چند علامتوں کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

نذر عابد کی شاعری میں استعمال ہونے والی ایک علامت شہر ہے۔ شہر آبادی کا نام بھی ہے اور ایک مکمل تہذیب کا استعارہ بھی۔ انسانی زندگی اور زندگی سے جڑی اقدار و روایات، چہل پہل رونق میلوں کا تعلق شہر سے ہوتا ہے شہر میں زندگی اپنے ہر رنگ کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ ناصر کاظمی نے ایک انٹرویو میں شہر کے بارے میں یوں اظہار خیال کیا:

''شہر اصل میں محض آبادی کا نام تو نہیں ہے جس میں بسیں وسیں چلتی ہیں محض۔ شہر تو ایک پورا معاشرہ ہے۔''(۳)

نذر عابد کے ہاں شہر کئی حوالے رکھتا ہے یہ آبادی بھی ہے اور پورا وجود بھی۔ ذہن کے دریچوں میں موجود یادوں کا ذکر ہے تو کسی جگہ شہر طلسم کے نیند سے بھرے مناظر کا بیان ہے اور کہیں ظلم سہہ کر شہر کے دہائی نہ کرنے کا شکوہ ہے:

ظلم سہتا ہے تو چپ چاپ سہے جاتا ہے
شہر کیا ہے دہائی بھی نہیں دیتا ہے(۴)
جلے چراغ تیری یاد کے دریچوں میں

کہ شہرِ جاں میں اتر آئی گام گام یہ شام(۵)
خوابیدہ ہے گلیاں اور گھر نیند میں ہیں
شہرِ طلسم کے سارے منظر نیند میں ہیں(۶)

قدیم تہذیب کے مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانے میں لاتعداد علامتوں کا استعمال کیا جاتا تھا ان مرکزی علامتوں میں ایک علامت شجر بھی ہے اس علامت کو کائناتی شجر کے وسیع معنوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ کائناتی شجر جو دنیا کی وسط میں کھڑا ہے اور دنیا اس کے گرد گردش کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں شجر کو دیوتا بھی مانا جاتا تھا۔ نذر عابد کی شاعری میں اس علامت کو خوب برتا گیا ہے۔ وہ بستی کی بانجھ رتوں پر نوحہ کناں ہیں کہ جہاں پھل دار شجر ناپید ہو چکے ہیں۔ نذر عابد کے ساتھ یہ شجر محوِ کلام بھی ہیں اور وہ ان کو اپنی ذات کے سارے رنگوں سے آشنا بھی کر رہے ہیں۔ وہ ان سبھی اشجار کا منظر خوب بیان کرتے ہیں:

یہ کیسی بانجھ رتیں چھا گئی ہیں بستی پر
کسی شجر پہ کوئی بھی ثمر نہیں لگتا(۷)

وہ اپنی ذات کے رنگوں کے سارے راز دیتے ہیں
سنو سنگ و شجر اکثر مجھے آواز دیتے ہیں(۸)

دھوپ اوڑھے گزر گیا کوئی
قریہ بے شجر گیا کوئی(۹)

شام سورج کی گرمی سے ٹھنڈک کی طرف سفر کا نام بھی ہے تو دوسری طرف چاند کی چاندنی کی آمد کی نوید بھی۔ شام کی نیم تاریکی سے جڑی کیفیات کا تعلق یقین اور بے یقینی سے مربوط ہے کیونکہ ان لمحوں کا تعلق نہ دن کی بھرپور روشنی سے ہے نہ ہی رات کی تاریکی سے۔ شام کی اس یقین و بے یقینی، امید و ناامیدی کی ملی جلی کیفیت کو نذر عابد نے اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ بجھے لمحوں میں سلگتی شام کسی کے نام کر دی اور شہرِ جان میں گام گام شام اترنے کے منظر کو خوب بیان کیا:

بجھے بجھے سے یہ لمحے، سلگتی شام، یہ شام
سنو کہ آج ہوئی ہے تمہارے نام یہ شام (۱۰)

بجھے دنوں کی لیے راکھ اپنی آنکھوں میں
کھڑے تھے شام کے در پر عجیب منظر تھا (۱۱)

شاعر نے شام کے منظر کے ساتھ اپنی دلی کیفیات کو مربوط کر کے شام کے در پر اپنے کھڑے ہونے کی کیفیت کو بیان کیا۔ خوابوں کی دنیا بھی عجیب دنیا ہے خواب جاگتی آنکھوں سے بھی دیکھے جاتے ہیں اور گہری نیند میں بھی۔ ہر فرد کی زندگی میں خواب امید کا استعارہ ہیں۔ علم نفسیات میں خوابوں کو شاعری کی زبان قرار دیا گیا ہے۔ دیوندر استر تحریر کرتے ہیں:

''خواب، بیداری کے خواب......اور ادب لاشعور کے پروردہ ہیں خواب ہماری دبی ہوئی خواہشات کو براہِ راست عیاں نہیں کرتے کیونکہ ان پر تحت الشعور کا سنسر ہوتا ہے وہ

تمثیل کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں اس طرح ادب بھی دبی ہوئی خواہشوں کی تسکین کا ذریعہ ہے۔(۱۲)

نذر عابد کی شاعری میں خواب صرف ان کی ذات تک محدود نہیں ہیں بلکہ اجتماعی لاشعور کی بہترین عکاسی کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

بولتے لمحے سوچ کنارے میرے خواب
حرف و صوت کے سب اجیارے میرے خواب
دلی اور لاہور ، بخارا یا بغداد
تہذیبوں کے سب گہوارے میرے خواب
میرے شعور کے تہہ خانے میں جھانک کے دیکھ
پڑے ہوئے ہیں پاؤں پسارے میرے خواب(۱۳)

شاعر نے شعور کے تہہ خانے میں اپنے خوابوں کو محفوظ رکھا ہوا ہے۔دراصل فرد شعور کے تابع ہو کر شخصیت سے وابستہ تمام پہلوؤں کو پروان چڑھا رہا ہوتا ہے۔ بہت سے تشنہ پہلو خواب کی صورت اختیار کر کے شعور کا حصہ بن جاتے ہیں۔رات چونکہ ظلمت اندھیرے اور خوف سے جڑی ہوتی ہے اس لیے اردو شاعری میں رات کو منفی اور مثبت دونوں حوالوں سے استعمال کیا گیا ہے مثبت پہلو تو یہ ہے کہ رات کی یہ مہربانی کیا کم ہے کہ وہ دن بھر کے تھکے ہاروں کے لیے آغوش بن جاتی ہے اور اطمینان وسکون کا موجب ہے۔خوابوں کی خوش رنگ دنیا کا تعلق بھی رات سے وابستہ ہے مگر دوسری طرف رات کو ظلمت جہالت اور تاریکی سے بھی منسوب کیا جاتا ہے۔نذر عابد کی شاعری میں کہیں رات کو محبوب کی یادوں سے منسوب کیا گیا ہے تو کہیں ہجر کے نئے رازوں کو پانے کے لیے رک کے رونے کا ذکر ہے اور کہیں رات دل کی ہر چیخ کو حرف دعا میں تبدیل کر رہی ہے:

شب کے سکوت میں نہاں ، کیسا عجب سکون تھا
دل کی ہر ایک چیخ بھی حرفِ دعا میں ڈھل گئی(۱۴)
ہمارے اشکوں کی روشنی میں سفر سلامت
سیاہ شب میں ستارے بولیں،رکو کہ رو لیں(۱۵)
فصیلِ شب پہ چراغاں کا اہتمام کرو
میں اپنے خون سے عابد دیئے جلاؤں گا(۱۶)

سورج کو تپش، محنت اور روشنی سے منسوب کیا جاتا ہے پرندوں کے سفر رزق سے لے کر دہقان کی مشقت تک ساری داستانیں سورج کے طلوع وغروب سے ہی جڑی ہوئی ہیں۔نذر عابد کی شاعری میں سورج کہیں بے بسی سے آنسو بہا رہا ہے تو کہیں اپنی دھوپ کو سمیٹتے ہوئے اگلی منزل کی طرف روانہ ہے:

تمام دن کی مسافت کو سوچتا سورج
پڑا ہے شام کے در پر تھکا ہوا سورج

حرارتوں کی نئی داستان سناتا ہے
ہر ایک ذرے میں موجود کھولتا ہوا سورج
وہ تیرگی تھی کہ کرنوں کو راستہ نہ ملا
سو بے بسی سے کئی بار رو پڑا سورج(۱۷)

مجموعی طور پر نذر عابد کا علامتی انداز ان کے شعری حسن میں اضافے کا موجب ہوا ہے۔ موضوعات کی رنگارنگی میں علامتوں نے ایک تنوع پیدا کر دیا ہے علامتوں کے استعمال نے وہ انداز بیان اختیار کیا کہ ہر پہلو نیا لگنے لگا۔

## حوالہ جات


۱۔ سلیم اختر،علامت کا جنم،مشمولہ:علامت نگاری،(لاہور:بیت الحکمت،۲۰۰۵ء)،مرتبہ:اشتیاق احمد،ص۱۰۳
۲۔ وزیر آغا،تبصرہ،مشمولہ:کنارِ خواب،(فیصل آباد:زیدی لیزر پرنٹرز،۲۰۱۲ء)
۳۔ ناہید قاسمی،ناصر کاظمی: شخصیت اور فن،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۸ء)،ص۱۱۳
۴۔ نذر عابد،کنارِ خواب،(فیصل آباد،زیدی لیزر پرنٹرز،۲۰۱۲ء)،ص۱۳۵
۵۔ ایضاً،ص۲۹
۶۔ ایضاً،ص۴۵
۷۔ ایضاً،ص۴۳
۸۔ ایضاً،ص۵۳
۹۔ ایضاً،ص۲۹
۱۰۔ ایضاً،ص۵۷
۱۱۔ ایضاً،ص۲۵
۱۲۔ دیویندر اِسر،ادب اور نفسیات،(دہلی:مکتبہ شاہراہ،اشاعت اول،اپریل ۱۹۳۶ء)،ص۱۲۴
۱۳۔ نذر عابد،کنارِ خواب،ص۳۷
۱۴۔ ایضاً،ص۴۷
۱۵۔ ایضاً،ص۱۴۷
۱۶۔ ایضاً،ص۱۵۷
۱۷۔ ایضاً،ص۱۵۶